(۳۳۸)

ردِّ الزام

توہینِ مسیح علیہ السلام

جلد

۳۲۰

علی محمد اجمیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رد الزام

توہینِ مسیح علیہ السلام

معزز ناظرین! حضرت اقدس سیدنا مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام پر آپ کے مخالفین کا ایک بہت بڑا بہتان جو ہر حال اور ہر موقع پر ان کا وردِ زبان ہے اور جس کو طول و عرض ملک میں پھیلانے اور گوشہ گوشہ میں پہنچانے کے لئے انہوں نے کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا یہ ہے کہ (حضرت اقدس) مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السّلام کی سخت ہتک اور توہین کی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں وہ حضرت اقدس کی بعض کتب سے قطع و برید کر کے کچھ حوالے بھی پیش کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت الامر یہ ہے کہ جتنا اس بہتان کے ثابت کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ اور جتنی اس کے پھیلانے میں کوشش کی گئی ہے۔ اتنا ہی یہ باطل ہونے میں اوّل درجہ پر ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا اصل عقیدہ

ہم پہلے یہ دکھاتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السّلام کے متعلق حضرت اقدس کا عقیدہ کیا ہے اس کے بعد ان حوالجات کی حقیقت کھولیں گے جنکو پیش کر کے حضرت اقدس پر آپؑ کی توہین کا بہتان باندھا جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

ا۔ "ہمارا ایمان ہے کہ وہ (مسیح علیہ السّلام) سچے نبی ضرور تھے۔ رسول تھے۔ خدا تعالےٰ کے پیارے تھے۔ مگر خدا نہیں تھے۔" (حجۃ الاسلام صفحہ ۱۱ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

۲ "حضرت مسیحؑ اپنے اقوال کے ذریعہ اور اپنے افعال کے ذریعہ سے اپنے تئیں عاجز ہی ٹھہراتے ہیں۔ اور خدائی کی کوئی صفت ان میں نہیں۔ ایک عاجز انسان ہیں۔ ہاں نبی اللہ بے شک ہیں۔ خداتعالےٰ کے سچے رسُول ہیں۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں ہے۔" (جنگ مقدس صفحہ ۵۰ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

۳ "چونکہ قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کردی ہے اس لئے ہم بہر حال حضرت مسیحؑ کو سچا نبی کہتے اور مانتے ہیں۔ اور ان کی نبوت سے انکار کرنا کفر صریح قرار دیتے ہیں۔" (ضیاء الحق صـ۲۱ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

۴ "غرض جس ابن مریم کی قرآن شریف نے ہم کو خبر دی ہے وہ اُسی ازلی ابدی ہدایت کا پابند تھا جو ابتداء سے بنی آدم کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا ان کی نبوت کے لئے قرآن کافی ثبوت ہے گو انجیل کی رُو سے کتنے ہی شکوک و شبہات ان کی نبوت کے بارہ میں پیدا ہوں۔" (نور القرآن ۱ آخری کلام صـ۳۲ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

۵ "ہمارا عقیدہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے۔ اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خداتعالےٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے۔"
(نور القرآن حصہ دوم اندرونی صفحہ اوّل ٹائٹل مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

۶ "ہم قرآن کریم کی الہامی گواہی سے مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ بن مریمؑ ایک صالح آدمی اور پیغمبر تھا۔ اور اس نے کبھی خدا ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ اور آنیوالے رسول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پر اس کو ایمان تھا۔ اور وہ صاحب معجزات تھا۔" (اشتہار ۲۸ر فروری ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۶ صـ۳۲)

۷ "حضرت عیسےٰ علیہ السلام بے شک خدا کا ایک پیارا نبی تھا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ نیک تھا۔ برگزیدہ تھا۔ خدا سے ملا ہُوا تھا لیکن خدا نہیں تھا۔" (اشتہار ۲۲ر مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۶ صـ۷۲)

۸ "ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہمارے قلم سے ان کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں۔" (کتاب البریہ صد ۹۳ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

۹ "ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو ان کی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ دھوکہ کھانیوالا اور جھوٹا ہے۔"

(ایام الصلح ٹائٹل صد۲ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

۱۰ "حضرت عیسےٰ علیہ السلام بڑے مقدس بڑے راستباز بڑے برگزیدہ تھے۔"

(ایام الصلح صد ۱۸۸ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

۱۱ "یہ احسان قرآنِ پاک کا ان (حضرت مسیح علیہ السلام) پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھدیا ہے۔ اسی وجہ سے ہم ان پر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہیں اور برگزیدہ ہیں۔ اور ان تہمتوں سے معصوم ہیں جو ان پر اور ان کی ماں پر لگائی گئی ہیں۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۱۳ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

۱۲ "حضرت عیسےٰ علیہ السلام خدا نہیں۔ وہ صرف ایک نبی ہیں۔ ایک ذرہ اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ اور بخدا میں وہ سچی محبت اس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں ہے اور جس نور کے ساتھ میں اسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اسے شناخت نہیں کر سکتے۔ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ وہ خدا کا پیارا اور برگزیدہ نبی تھا۔ اور ان میں سے تھا جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے۔ اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں۔" (دعوت الحق صد۵ مشمولہ حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

حضرت اقدس مرزا صاحب نے مذکورہ بالا حوالہ جات میں جو شرح زمانہ سے لیکر

وفات کے قریبی زمانہ تک کی کتابوں میں سے دیئے گئے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت پر بار بار ایمان ظاہر فرمایا۔ اور ان کو خدا کا پیارا اور مقبول اور برگزیدہ و مقدس اور اعلیٰ صفات سے متصف اور پاک نبی اور برگزیدہ رسول تسلیم کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ قرآن شریف ان کے نبی و صاحب معجزات ہونے کا گواہ ہے۔ اور اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر بیان فرمایا ہے کہ آپ کو الہاماً بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے سچے نبی اور برگزیدہ اور مرسل ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو حضرت مسیحؑ کی پاکیزگی و صداقت و نبوت پر ایمان لانے کے لئے بھی مامور فرمایا ہے۔ اور یہانتک لکھ دیا ہے کہ چونکہ قرآن شریف نے ان کی نبوت کی تصدیق کی ہے اس لئے ہم ان کو سچا نبی مانتے اور ان کی نبوت سے انکار کرنا کفر صریح قرار دیتے ہیں ــــ اب کیا یہ سمجھ میں آنے کی بات ہے کہ باوجود اپنے ان اقراروں اور عقیدوں کے حضرت اقدس نے حضرت مسیح علیہ السّلام کی توہین بھی کی ہوگی ؟

الزامی جوابات میں فرضی مسیح کا ذکر

ان حوالجات کو پڑھکر ہر منصف مزاج طالب تحقیق کے دل میں یہ خیال پیدا ہونا ضروری ہے کہ ان حوالجات سے تو بینک یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی توہین کا الزام قطعاً لغو و باطل ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے ہرگز توہین نہیں کی ہے۔ اور جو عقائد ان حوالجات میں ظاہر کئے گئے ہیں ان کی موجودگی میں توہین کی ہی نہیں جاسکتی۔ لیکن پھر اُن حوالجات کی کیا حقیقت ہے جو مخالف آپ کی تصنیف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان حوالجات میں حضرت اقدس نے جو کچھ لکھا ہے وہ تو ان بدزبان اور گندہ دہان پادریوں کے مقابلہ میں جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شانِ مقدس کے خلاف نجس بہتان باندھکر گندی گالیاں دی تھیں الزامی جواب کے طور پر ایک فرضی مسیح کے متعلق لکھا ہے جیسا کہ اکابر علمائے

اسلام ایسے موقعوں پر ہمیشہ سے لکھتے آئے ہیں۔ نہ کہ خدا کے سچے نبی حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق۔ مخالفین کا اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق بتانا ایک ایسا شرمناک، ناپاک اور خطرناک مغالطہ ہے کہ جب تک کسی کے دل میں خدا کے خوف کا کوئی شمہ اور مخلوق کی شرم کا کچھ حصّہ باقی ہو اس کی جرأت کبھی نہیں کر سکتا۔ اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل حوالجات ملاحظہ ہوں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

۱۔ "چونکہ پادری فتح مسیح متعین فتح گڑھ ضلع گورداسپور نے ہماری طرف ایک خط نہایت گندہ بھیجا۔ اور اس میں ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر زنا کی تہمت لگائی۔ اور سوا اس کے اور بہت سے الفاظ بطریق سبّ و شتم استعمال کئے۔ اس لئے قرین مصلحت ہوا کہ اس کے خط کا جواب شائع کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ رسالہ لکھا گیا۔ امید کہ پادری صاحبان اس کو غور سے پڑھیں گے۔ اور اس کے الفاظ سے رنجیدہ خاطر نہ ہونگے۔ کیونکہ یہ تمام پیرایہ میاں فتح مسیح کے سخت الفاظ اور نہایت ناپاک گالیوں کا نتیجہ ہے۔ تاہم ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی شان مقدس کا بہرحال لحاظ ہے۔ اور صرف فتح مسیح کے سخت الفاظ کے عوض ایک فرضی مسیح کا بالمقابل ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی سخت مجبوری سے۔ کیونکہ اس نادان نے بہت ہی شدت سے گالیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نکالی ہیں اور ہمارا دل دکھایا ہے"۔ (نور القرآن ۲ صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

مخالفین تو حضرت اقدس پر یہ اتہام لگاتے ہیں کہ آپ نے حوالجات مذکورہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے عقیدے کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں لکھا ہے اور اس سے مسلمانوں کی دلآزاری مقصود ہے۔ لیکن اس حوالے سے ظاہر ہے کہ الزامی جوابوں میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ ایک پادری کی اس گندہ زبانی سے جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کے خلاف کی تھی مجبور ہو کر لکھا ہے

اور وُہ آپ کے عقیدے کے مطابق ہرگز نہیں۔ کیونکہ اول تو الزامی جوابوں میں جو کچھ لکھا جاتا ہے۔ وہ اپنے عقیدے کی بناء پر نہیں بلکہ مسلّمات خصم کی بناء پر لکھا جاتا ہے دوسرے آپ نے اپنا عقیدہ تو اس بدزبان پادری کی گندہ دہانی کا جواب دیتے ہوئے بھی ظاہر فرما دیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام مقدس شان والے تھے۔ اور پھر آپ نے ان حوالجات میں جو کچھ لکھا ہے وہ مسلمانوں کی دلآزاری کے لئے بھی ہرگز نہیں مسلمانوں کی دلآزاری کے لئے لکھنا تو کیا معنی۔ آپ نے تو عیسائیوں کی دلآزاری بھی گوارا نہ فرمائی۔ چنانچہ جب ایک پادری کی ناپاک زبان درازیوں سے جو اس نے حضرت سید الانبیاءؐ کی شان مقدس کے خلاف کی تھی مجبور ہو کر آپ نے الزامی جواب میں ایک فرضی مسیح کے متعلق بھی کچھ لکھا تو دوسرے پادریوں سے فرمایا کہ وہ رنجیدہ نہ ہوں۔ اگرچہ پادری فتح مسیح نے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں طرح طرح کی زبان درازیاں کر کے اور زنا کی تہمت لگا کر ہمارا دل بہت دکھایا ہے تاہم ہم کو حضرت مسیح علیہ السلام کی شان مقدس کا بہرحال لحاظ ہے۔ اور فتح مسیح کے سخت الفاظ کا جواب دیتے ہوئے جو ذکر کیا گیا ہے وہ ایک فرضی مسیح کا ہے نہ کہ مقدس شان والے حضرت مسیح علیہ السلام کا ــــ غرض حضرت اقدس نے جو کچھ لکھا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ وہ مسلمانوں کی دلآزاری کے لئے نہیں ہے بلکہ وُہ تو درحقیقت مسلمانوں کی دلآزاری کا دروازہ بند کر دینے کی نیت سے لکھا ہے یعنی جواب دندان شکن پا کر بدزبان پادری سمجھ لیں۔ کہ جو کچھ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ مطہر کے خلاف کہیں گے ویسا ہی ان کو سننا بھی پڑے گا۔ اور وہ اعتراض کرتے ہوئے بدزبانی اور گندہ دہنی سے باز رہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

۲:۔ اب ہم یہ خط (جو حضور نے فتح مسیح کو جواباً تحریر فرمایا تھا) بطور نوٹس آپکو بھیجتے ہیں۔ کہ اگر

پھر ایسے ناپاک لفظ آپ نے استعمال کئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ناپاک تہمت لگائی تو ہم بھی آپ کے فرضی اور جعلی خدا کی وہ خبر لیں گے جس سے اس کی تمام خدائی ذلت کی نجاست میں گرے گی۔ اے نالائق! کیا تو اپنے خطا میں سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم پر زنا کی تہمت لگاتا ہے۔ اور فاسق و فاجر قرار دیتا اور ہمارا دل دکھاتا ہے۔ ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے اور نہ کرینگے۔ مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آجاؤ۔ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے۔ اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو۔ یقیناً جو کچھ تم جناب مقدس نبوی کی نسبت بُرا کہوگے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا۔ مگر ہم اس سچے مسیح کو مقدس اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں جس نے نہ خدائی کا دعوےٰ کیا اور نہ بیٹا ہونے کا۔ اور جناب محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی اور ان پر ایمان لایا۔" (نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۱۳ بابت ماہ اکتوبر ۱۸۹۵ء)

اس حوالے سے بھی بخوبی ظاہر ہے کہ مخالفین کا بہتان کیسا لغو و باطل ہے حضرت اقدس نے جو کچھ لکھا ہے نہ تو وہ آپ کا عقیدہ ہے اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات مبارک سے اس کا کوئی تعلق۔ نہ اس سے کسی کی توہین مقصود ہے نہ دلآزاری۔ اس سے تو صرف ایک ہی امر مطلوب ہے۔ اور وہ صرف ایک ہی نیت ہے۔ یعنی بد زبان پادری حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ مقدس کے خلاف ناپاک اتہاموں اور نجس بہتانوں اور گندی گالیوں سے کسی طرح باز آجائیں۔

اگر حضرت اقدس کے حوالجات مذکورہ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ہوتے اور آپکو نعوذ باللہ آنجناب کی توہین منظور ہوتی۔ تو پھر آپ یہ کیوں تحریر فرماتے کہ جو کچھ فتح مسیح جناب مقدس نبوی کی نسبت بُرا کہے گا وہی اس کے فرضی مسیح کو کہا جائیگا مگر ہم سچے مسیح کو مقدس اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں۔

افسوس کہ چودھویں صدی کے ان بہتان طراز و اتہام ساز علماء کہلانے والوں سے جو حضرت اقدس پر توہین حضرت مسیح کا الزام لگانے کی فکر میں از خود رفتہ ہو رہے ہیں خود تو کچھ نہ ہو سکا۔ خود تو ان پادریوں کے گندے بہتانوں کا جواب دے نہ سکے۔ خود تو ان کی رگ غیرت میں جنبش پیدا نہ ہوئی۔ اور خدا کے ایک برگزیدہ بندہ اور ماموؔر نے (بیحد و بے شمار رحمتیں نازل ہوں اس کی رُوح پاک پر) جب اپنے آقا و مولیٰ سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے ہتک اور توہین برداشت نہ کر کے ان ناپاک اعتراضوں کے جواب دیئے۔ اور بڑے بڑے دشنامیوں کے گویا منہ سی دیئے تو ان ناخدا ترسوں کے منہ بجائے شکر گزاری کے مغالطہ سازی و بہتان بندھی اور لعن طعن کا غوغا مچانے کے لئے پھیل گئے۔ اور انہوں نے توہین حضرت مسیح علیہ السّلام کے خود ساختہ بہتان کا رونا اس زور شور سے رویا۔ اور ایسی فریاد و بکا کی کہ سارے ہندوستان کی فضاء گونج اٹھی۔ لیکن ایک واقف الحال مگر دردمند دل اس پر حد درجہ کا قلق و صدمہ اٹھائے بغیر نہ رہ سکے گا کہ خدا کے ایک نبی کی توہین برداشت نہ کر سکنے کے ان بلند بانگ مدعیوں کو جو کچھ غیرت آئی ہے۔ اور ان کے احساس و جذبات کا جو خون خراب ہوا ہے وہ صرف ایک فرضی مسیح کی مصنوعی ہتک کے خود ساختہ وہم پر ہوا ہے۔ حضرت سید الانبیاء محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور خود حضور کی شان مقدس کے خلاف جو ناپاک بہتان عیسائی بدزبانوں نے باندھے اور زنا جیسی ناپاک تہمت لگا کر گندی گالیوں کی بوچھاڑ کی گئی اس پر ان کو غیرت نہ آئی۔ ان کی رگِ حمیّت میں کوئی پھڑک پیدا نہ ہوئی۔ بلکہ ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ کیا حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت ان کی نظر میں ایک فرضی مسیح کی مصنوعی عزت کے برابر بھی نہ تھی۔ جو فرضی مسیح کی وہمی ہتک کے باطل خیال پر یہ شور و غوغا اور یہ نالہائے فلک پیما لیکن حضرت سرورِ عالم

صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مطہر پر واقعی گندہ حملہ کئے جانے اور ناپاک بہتان باندھے جانے کو خوب اچھی طرح دیکھکر ایسا گہرا اور لمبا سکوت۔

نیز آپ فرماتے ہیں:۔

"اس بات کو ناظرین یاد رکھیں کہ عیسائی مذہب کے ذکر میں ہمیں اسی طرز سے کلام کرنا ضروری تھا جیسا کہ وہ ہمارے مقابل پر کرتے ہیں۔ عیسائی لوگ درحقیقت ہمارے اس عیسے علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ جو اپنے تئیں صرف بندہ اور نبی کہتے تھے۔ اور پہلے نبیوں کو راستباز جانتے تھے اور آنیوالے نبی حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان رکھتے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیشگوئی کی تھی۔ بلکہ ایک شخص یسوع نام کو مانتے ہیں جس کا ذکر قرآن میں نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ ناموں سے یاد کرتا تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سخت مکذب تھا۔ اور اس نے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ سو آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف نے ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے ہمیں تعلیم نہیں دی۔ بلکہ ایسے لوگوں کے حق میں صاف فرمادیا ہے کہ اگر کوئی انسان ہو کر خدائی کا دعوےٰ کرے تو ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ اسی سبب سے ہم نے عیسائیوں کے یسوع کے ذکر کرنے کے وقت اس ادب کا لحاظ نہیں رکھا جو سچے آدمی کی نسبت رکھنا چاہیئے۔ ایسا آدمی اگر نابینا نہ ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ میرے بعد سب جھوٹے ہی آئیں گے۔ اور اگر نیک اور ایماندار ہوتا۔ تو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا۔ پڑھنے والوں کو چاہیئے کہ ہمارے بعض سخت الفاظ کا مصداق حضرت عیسے علیہ السلام کو نہ سمجھ لیں۔ بلکہ وہ کلمات اس یسوع کی نسبت لکھے گئے ہیں جس کا قرآن و حدیث میں نام و نشان نہیں۔" ست بچن آریہ دھرم صفحہ آخر مطبوعہ ۱۸۹۵ء

اور آپ فرماتے ہیں :-

۲ دوم ہم اس بات کو افسوس سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایک ایسے شخص کے مقابلہ پر یہ نمبر نور القرآن کا جاری ہوا ہے جس نے بجائے مہذبانہ کلام کے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے کام لیا ہے۔ اور اپنی ذاتی خباثت سے اس امام الطیبین و سید المطہرین پر سراسر افترا سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کا ان کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے۔ لہذا محض ایسے یاوہ گو لوگوں کے علاج کے لئے جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔ ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السّلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے۔ اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا تعالےٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے۔ اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے۔ کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر دل و جان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسےٰ علیہ السّلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے ایک ایسا یسوع پیش کیا ہے جو خدائی کا دعوےٰ کرتا تھا اور بجز اپنے نفس کے تمام اولین و آخرین کو لعنتی سمجھتا تھا۔ یعنی ان بدکاریوں کا مرتکب خیال کرتا تھا جن کی سزا لعنت ہے۔ ایسے شخص کو ہم بھی رحمتِ الٰہی سے بےنصیب سمجھتے ہیں۔ قرآن کریم نے ہمیں اس گستاخ اور بدزبان یسوع کی خبر نہیں دی۔ اس شخص کے چال چلن پر ہمیں نہایت حیرت ہے جس نے خدا پر مرنا جائز رکھا اور آپ خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اور ایسے پاکوں کو جو ہزارہا درجہ اس سے بہتر تھے گالیاں دیں۔ سوہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا ایک عاجز بندہ عیسےٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ

ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔ اور یہ طریق ہم نے برابر چالیس برس
تک پادری صاحبوں کی گالیاں سُنکر اختیار کیا ہے۔ بعض نادان مولوی جن کو
اندھے اور نابینا کہنا چاہیئے عیسائیوں کو معذور رکھتے ہیں۔ کہ وہ بیچارے کچھ بھی
منہ سے نہیں بولتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی بے ادبی نہیں کرتے
لیکن یاد رہے کہ درحقیقت پادری صاحبان تحقیر و توہین اور گالیاں دینے میں
اول نمبر پر ہیں۔ ہمارے پاس ایسے پادریوں کی کتابوں کا ایک ذخیرہ ہے
جنہوں نے اپنی عبارت کو صدہا گالیوں سے بھر دیا ہے۔ جس مولوی کی خواہش
ہو وُہ آکر دیکھ لے۔ اور یاد رہے کہ آئندہ جو پادری صاحب گالی دینے کے
طریقہ کو چھوڑ کر ادب سے کلام کریں گے ہم بھی ان کے ساتھ ادب سے پیش
آئیں گے۔ اب تو وُہ اپنے یسوع پر آپ حملہ کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح سبّ و شتم
سے باز نہیں آتے۔ ہم سنتے سنتے تھک گئے۔ اگر کوئی کسی کے باپ کو گالی دے
تو کیا اس مظلوم کا حق نہیں کہ وہ بھی اس کے باپ کو گالی دے۔ اور ہم نے جو کچھ
کہا۔ واقعی کہا۔ وانما الاعمال بالنیات۔" (نور القرآن حصّہ دوم ٹائٹل پیج
اندرونی صفحہ اول مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

ان دونوں حوالوں سے بہت زیادہ صراحت وضاحت کے ساتھ ظاہر ہے
کہ مخالفین کے اعتراض توہین کا لفظ لفظ اتہام سازی و بہتان بندی پر مبنی ہے۔
اب جائے انصاف ہے کہ باوجود اس قدر وضاحت و صراحت کے کسی کو کیا حق
تھا۔ کہ وہ حضرت اقدس کے الزامی جوابوں کی عبارتوں کو جو ایک فرضی مسیح کے
حق میں ہیں اور جن کا حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی تعلق نہ ہونا اتنی تاکید اور
بار بار کی تکرار کے ساتھ ظاہر کر دیا گیا تھا۔ آنجناب کے حق میں قرار دے لیکن
اللہ ری دیانت اور اللہ ری خدا ترسی۔ کہ حضرت اقدسؑ کی ان تمام صراحتوں اور

وضاحتوں کی مطلق پرواہ نہ کر کے مخالفین ہیں کہ آپ پر توہین حضرت مسیح علیہ السلام کا بہتان باندھے چلے جا رہے ہیں۔

مخالفین کے پیش کردہ حوالجات کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ پر توہین حضرت مسیح علیہ السلام کے الزام کے ثبوت میں مخالفین نے ضمیمہ رسالہ انجام آتھم کے مضمون کو دوسری کتب کے مضامین سے اول درجہ پر رکھا ہے۔ اور علاوہ بے شمار اشتہاروں اخباروں فتووں اور رسالوں میں اس کے حوالے شائع کئے جانے کے کم از کم پچیس مبسوط کتابوں میں بھی درج کئے گئے ہیں۔ اور تمام علمائے دارالعلوم دیوبند نے متفقہ طور پر اپنے دستخط و مواہیر کے ساتھ بھی موجب توہین حضرت مسیح قرار دے کر فتویٰ کفر کے ساتھ شائع کئے ہیں۔

جب مخالفین کی طرف سے حضرت اقدس پر توہین حضرت مسیح علیہ السلام کا بہتان باندھنے کے لئے اتنے بڑے اہتمام اور ایسی کوشش سے کام لیا جائے تو ناواقف مخلوق کس طرح مغالطہ نہ کھائے۔ بے شمار لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے متنفر و بیزار ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے حالانکہ حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ توہین حضرت مسیح علیہ السلام کے بہتان کی نسبت جو حال حضرت اقدس کی اور کتب کا ہے وہی ضمیمہ انجام آتھم کا بھی ہے۔ یعنی جس طرح مخالفین نے اور کتابوں کے حوالے الزامی جوابوں کی عبارتوں میں قطع و برید کر کے نکالے ہیں اسی طرح ضمیمہ انجام آتھم کے حوالجات بھی۔ ان میں سے جو زیادہ پیش کئے جاتے ہیں اور جن سے زیادہ مغالطہ دے کر جوش و اشتعال پھیلایا جاتا ہے وہ یہ ہیں:۔

۱۔ آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی ص۵ (۲) آپ کو کسی

قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ ص۵ (۳) عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے۔ کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہُوا۔ ص۶ (۴) آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہ تھا۔ ص۷ (۵) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہُوا ص۷ (۶) آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت تھی۔ شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک کنجری (کسبی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے۔ اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم از صفحہ ۴ تا صفحہ ۹ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

یہ ہیں وہ حوالجات ضمیمہ انجام آتھم جن کو الزام توہین مسیح علیہ السّلام کے ثبوت میں بڑے زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں ضمیمہ انجام آتھم کے سب کے سب حوالجات بھی الزامی جوابوں سے ہی قطع برید کر کے پیش کئے گئے ہیں۔ اور ان کا بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات یا صفات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

چنانچہ کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۱۳ میں حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

۵ - ”یاد رہے۔ کہ یہ ہماری رائے اُس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹمار کہا۔ اور خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بجز اس کے کچھ نہیں کہا کہ میرے بعد جھوٹے نبی آئیں گے۔ ایسے یسوع کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں“۔ (انجام آتھم ص۱۳ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ہم اوپر حضرت اقدس کے ایک گرامی نامہ کی عبارت نقل کر چکے ہیں جس

میں آپ نے پادری فتح مسیح کو نوٹس دیا تھا کہ ہمارے آقا و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ السلام کی شان مقدس پر زنا کی ناپاک تہمت لگانے اور دشنام دینے سے باز آجاؤ۔ ورنہ تمہارے جعلی خدا اور فرضی مسیح کی بھی خبر لی جائے گی۔ ضمیمہ انجام آتھم کے جس مضمون سے توہین کے متعلق قرار دے کر حوالجات پیش کئے جاتے ہیں چونکہ وہ مضمون اسی نوٹس کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے۔ اس لئے اگر آپ انجام آتھم میں یہ عبارت جو ابھی ہم نے نقل کی ہے درج نہ بھی فرماتے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ اور ضمیمہ انجام آتھم کے حوالجات حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق نہیں سمجھے جا سکتے تھے لیکن آپ نے تو ضمیمہ انجام آتھم والا مضمون تحریر فرمانے سے پہلے ہی انجام آتھم صفحہ ۱۳ میں بھی ایسی عبارت لکھدی جو اچھی طرح یہ ظاہر کرنے والی ہے کہ حوالجات مذکورہ کو حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اور پھر اس پر اکتفا نہ کرکے خاص ضمیمہ انجام آتھم کے اسی مضمون کے آخر میں بھی جس سے حوالجات مذکورہ پیش کئے جاتے ہیں یہ بات نہایت صراحت سے ظاہر فرما دی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں

"بالآخر ہم لکھتے ہیں۔ کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا ہے کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقہ نے جو مُردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے۔ کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں اور مسلمانوں کو واضح رہے۔ کہ خدا تعالے نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر

نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت موسےٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ نادان پادریوں کو چاہیئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں۔ ورنہ نہ معلوم خدا کی غیرت کیا کیا ان کو دکھائے گی"۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۸ و ۹)

کیا یہ انتہا درجہ کی لغویت نہیں کہ جس کلام کے اول و آخر اتنی صراحت و وضاحت سے اس کے مطلب کا اظہار کر دیا گیا ہو دیدہ دانستہ منشائے متکلم کے بالکل خلاف اپنی طرف سے اس کا ایک لغو و باطل مطلب بیان کر کے ارمانِ مغالطہ اندازی نکالا اور شوقِ اشتعال انگیزی پورا کیا جائے۔ ہم اس کا فیصلہ خداترس اصحاب کے انصاف پر چھوڑ کر اپنے اصل مقصود کی طرف لوٹتے ہیں۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور فرضی مسیح میں چار مابہ الامتیاز

حضرت اقدس نے جیسا کہ حضور کی متعدد کتب اور خاصکر ضمیمہ انجام آتھم کے اقتباسات سے ظاہر ہے بڑی صفائی کے ساتھ یہ بات ظاہر فرما دی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں پادریوں کی ناپاک زبان درازیوں کا دروازہ بند کر دینے کی غرض سے ہم نے ان کے مقابلہ میں جو کچھ کہا ہے وہ جواب الزامی کے رنگ میں ایک فرضی مسیح کے حق میں کہا ہے حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر آپ اپنی تمام تصانیف میں صرف ایک جگہ بھی یہ فرما دیتے اور وہ بھی مجملاً تو بھی کافی تھا اور مذہباً و عقلاً اس پر کوئی گرفت کا موقع نہیں تھا۔ اور اکابر

علمائے اسلام نے ایسا ہی کیا ہے کہ ایک جگہ یہ امر ظاہر کر دیا ہے، اور پھر اس کے بعد الزامی جوابوں میں ایسے ایسے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں کہ حضرت اقدس کے الفاظ کو ان کی سختی سے دور کی بھی نسبت نہیں لیکن چونکہ خدا کے ماموروں اور مرسلوں میں دوسرے نیک اور مقدس اصحاب سے ہمدردئی بنی نوع کا جوش بہت زیادہ ہوتا ہے، اور وُہ اصلاح خلق کی سرگرمی میں دوسروں سے بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو اس امر کا خیال بھی سب سے زیادہ ہوتا ہے کہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے اور جو امر وُہ ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں وہ مشتبہ نہ رہنے پائے۔ اسی غرض سے وُہ مختلف پیرایوں اور مختلف صورتوں سے اپنے مطلب کو واضح کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اور علمائے متکلمین کی طرح صرف ایک بار یہ بتا دینے پر کہ جواب الزامی میں جو کچھ لکھا گیا وُہ کیوں اور کس کے حق میں لکھا گیا ہے بس نہیں فرمایا۔ بلکہ ایک کتاب میں بار بار یہ ظاہر کیا ہے۔ اور ہر بار ایک نئے انداز اور نئے پیرایہ اور نئے اسلوب سے کام لیا ہے۔ تا کوئی نافہم اور بلید الطبع بھی مغالطہ نہ کھائے اور اصل حقیقت کو اچھی طرح سمجھ جائے۔ تمام پیرایوں اور کل اسلوبوں کے بیان کرنے کی تو گنجائش نہیں۔ موقع کی مناسبت سے ہم صرف ایک اسلوب بیان کو پیش کرتے ہیں جس نے بات کو واضح تر بنا دینے کے علاوہ تمام شریروں کے ناطقہ بند کر دینے کا بھی پورا پورا بندوبست کر دیا ہے۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ آپ نے انجام آتھم کے دونوں مندرجہ حوالوں میں اور اس سے پہلے کے کئی حوالوں میں یہ بات ظاہر فرما دی ہے۔ کہ الزامی جوابوں میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ ایک فرضی مسیح کے لئے لکھا ہے۔ پھر اسی پر اکتفاء نہ کر کے اس کے ساتھ ہی چار باتیں ایسی بیان فرما دی ہیں۔ جن کی موجودگی میں الزامی جوابوں کی عبارتوں کا کوئی لفظ حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں قرار ہی نہیں پا سکتا اور جو شخص کسی طرح

شرارت سے باز آنا نہ چاہے ۔ اور الزامی جوابوں کی عبارتوں کو حضرت مسیح علیہ السلام ہی کے حق میں قرار دے تو وُہ خود اسی زد میں آجائے جس میں وہ اپنے حریف کو لانا چاہتا تھا۔ اور وہ چاروں باتیں یہ ہیں کہ ہم نے الزامی جوابوں میں جو کچھ لکھا ہے ۔ وہ اس فرضی مسیح کے حق ہے جس نے خدائی کا دعوٰے کیا ہو اور جس نے اپنے سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء کو چور اور بٹمار کہا ہو اور جس نے یہ کہکر کہ میرے بعد جھوٹے ہی نبی آئیں گے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا ہو اور قرآن شریف میں جس کا ذکر نہ آیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کے نزدیک ان چاروں باتوں میں سے ایک بھی حضرت مسیح علیہ السلام میں نہیں تھی۔ اور جب ان میں کوئی بات بھی ان میں سے نہیں تھی تو پھر وہ عبارتیں بھی جو اسی مسیح کے لئے لکھی گئی ہیں جس میں یہ چاروں باتیں موجود ہوں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر باوجود ان تمام قیدوں اور صراحتوں کے کوئی حق پوشی اور ناحق کوشی سے باز نہ آئے اور جواب الزامی کی عبارتوں کو حضرت مسیح علیہ السلام ہی کے حق بتائے جائے۔ تو اس سے ثابت ہو جائے گا کہ منہ سے تو وہ خواہ کچھ ہی کہتا ہو لیکن درحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام میں یہ چاروں باتیں ضرور مانتا ہے۔ یعنی یہ بھی مانتا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ خدائی کا دعوٰے کیا تھا۔ اور یہ بھی مانتا ہے کہ اپنے سے پہلے نبیوں کو سخت دُشمت کہا۔ اور اپنے سے بعد آنے والے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تھا۔ اور قرآن شریف میں آپ کا کچھ ذکر نہیں ہے — اگر وہ یہ باتیں آپ میں نہ مانتا ہوتا پھر ان عبارتوں کو جو ایسے ہی مسیح کے حق میں لکھی گئی ہیں جس میں یہ چاروں باتیں موجود ہوں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیوں قرار دیتا۔

اب ان مخالفین کے لئے جو آپ کے الزامی جوابوں کی عبارتوں کو حضرت

مسیح علیہ السلام کے حق میں قرار دینا چاہتے ہیں دو ہی صورتیں ہیں۔ یا تو وہ یہ اقرار کرلیں کہ یہ درحقیقت ہمارا ایک بہتان اور دروغ بے فروغ تھا۔ وہ عبارتیں ہرگز حضرت مسیح علیہ السّلام کے لئے نہیں تھیں۔ اور اگر یہ اقرار نہ کریں تو پھر ان کی عملی حالت سے یہ لازم آئے گا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام میں دعوٰے خدائی وغیرہ چاروں باتیں موجود ہونے کا پورا پورا یقین رکھتے ہیں۔

فرضی مسیح کے ذکر کا اصل مقصد

اب ضمیمہ انجام آتھم کے حوالجات ذیل میں ہم کو صرف ایک ہی بات کہنی باقی ہے۔ وہ یہ کہ چودھویں صدی کے حضرات علمائے کرام و فضلائے عظام تو حضرت اقدس پر یہ بہتان باندھنے میں ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے خدا تعالےٰ کے پیارے نبی اور اس کے مقدس و مطہر رسول اور سچے مسیح علیہ السّلام کی ہتک و توہین کی ہے اور اس سے مسلمانوں کی دلآزاری مقصود تھی حالانکہ مسلمانوں کا تو اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ حضرت اقدس کے علوحوصلہ و بلندئی نظر اور وسعت اخلاق اور پاکیزگی فطرت اور رواداری بنی نوع کا یہ عالم ہے کہ آپ جواب الزامی میں ایک فرضی و وہمی مسیح کے لئے بھی جس کا آپ کے نزدیک خارج میں کوئی وجود ہی نہیں تھا جب پادریوں کے مجبور کر دینے پر کچھ فرماتے ہیں تو وہ بھی دلی رغبت یا دل آزاری کی غرض سے نہیں بلکہ صرف اس مقصد کو مدنظر رکھ کر کہ بدزبان پادری کسی طرح حضرت سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین سے باز آجائیں۔ اور پھر آپ اس فکر و کوشش میں رہتے ہیں کہ الزامی جواب دینے پر جو آپ کو مجبور ہونا پڑا ہے اس کا سلسلہ جلد ختم ہو جائے۔ اور آپ اس کے ایسے خواہش مند ہیں کہ ضمیمہ انجام آتھم کا وہ مضمون جو جواب الزامی کے رنگ میں لکھا تھا ختم نہیں فرماتے جب تک کہ خاتمہ سے پہلے ہی یہ نوٹ نہیں دیدیتے :-

۷۔" اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کرلیں کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے۔ تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی۔ ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سُنیں گے"
(حاشیہ در حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صـ۳ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

فرضی مسیح کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہے!

بات واضح اور حقیقت بالکل آئینہ ہو چکی ہے۔ تاہم میں اس امر کے ثبوت میں کہ مخالفین تو اس غلط فہمی کے پھیلانے میں اپنا لہو پانی ایک کئے دیتے ہیں کہ الزامی جوابوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ خدا کے سچے نبی حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ہے لیکن حضرت اقدس نے جس فرضی مسیح کے حق میں وہ لکھا ہے آپ کے نزدیک اس کا بھی کوئی وجود نہیں ہے۔ یعنی فرضی مسیح سے آپ کی یہ مراد نہیں کہ ایک شخص جو خدائی کا دعوٰے اور تمام انبیاء کی ہتک کرتا تھا مسیح مان لیا گیا حالانکہ درحقیقت وُہ مسیح نہیں تھا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کے نزدیک ایسے کسی شخص کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

۸۔" حضرت مسیح کے حق میں کوئی بے ادبی کا کلمہ میرے منہ سے نہیں نکلا۔ یہ سب مخالفوں کا افترا ہے۔ چونکہ درحقیقت کوئی ایسا یسوع مسیح نہیں گذرا ہے جس نے خدائی کا دعوٰے کیا ہو اور آنے والے نبی خاتم الانبیاء کو جھوٹا قرار دیا ہو اور حضرت موسٰے کو ڈاکو کہا ہو اس لئے میں نے فرض محال کے طور پر اس کی نسبت ضرور بیان کیا ہے کہ ایسا مسیح جس کے یہ کلمات ہوں راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ لیکن ہمارا مسیح ابن مریم جو اپنے تئیں بندہ اور رسول کہلاتا ہے اور خاتم الانبیاء کا مصدِّق ہے۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں"۔ (حاشیہ تریاق القلوب صـ۱۲ مجریہ ۱۹۰۲ء)

الزامی جوابات کی تصریح

جو حوالجات پیش کئے جاچکے ہیں۔ ان میں کا حرف

ایک حوالہ بھی ثبوتِ مقصد کے لئے کافی تھا اور ہم بہت سے حوالے پیش کر چکے ہیں۔ اس لئے باوجود بکثرت حوالجات اور موجود ہونے کے ان کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں لیکن چونکہ بعض بہت بڑے عالم اور مقدس سمجھے جانے والے ان حوالجات کو دیکھ کر ناواقفوں کو یہ مغالطہ بھی دیا کرتے ہیں کہ اور بزرگوں نے اگر الزامی جوابوں میں کچھ لکھا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی تو ظاہر کر دیا ہے کہ یہ ہم نے الزامی طور پر لکھا ہے مگر (حضرت اقدس) مرزا صاحب نے ایسا کہاں لکھا ہے۔ تو اگرچہ یہ نہایت رکیک مغالطہ ہے اور حضرت اقدس کے ہر حوالے سے باحسن وجوہ یہ بات ظاہر ہے لیکن محض ناواقفوں کی خاطر ہم صرف دو حوالے ایسے بھی پیش کئے دیتے ہیں جن میں الزامی جواب دینے کا الفاظ میں بھی ذکر موجود ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

۹۔ "ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ اناجیل سے بطور الزامی جواب کے لکھا ہے۔ ورنہ ہم حضرت مسیح کی عزت کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آنجناب متقی اور معز ز انبیاء میں سے تھے۔" (ترجمہ عبارت عربی البلاغ حاشیہ صفحہ ۷۹ مطبوعہ ۱۸۹۹ء)

۱۰۔ "ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔ اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔" (چشمۂ مسیحی حاشیہ صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

ان حوالجات کی موجودگی میں الزام توہین لگانا اور اس سے کسی طرح باز نہ آنا کس دل و دماغ اور کیسی دیانت و امانت والوں کا کام ہے؟ اس کا فیصلہ منصف مزاج و حق پسند حضرات خود کر لیں۔ اب ہم چند حوالجات مخالفین کے مسلّم مقتداؤں کی کتابوں سے بھی پیش کر دینا چاہتے ہیں۔

جناب مولانا رحمت اللہ مرحوم مہاجر بیت اللہ جن کو شیخ الہند و شیخ الاسلام مانا جاتا ہے اپنی مشہور عالم کتاب ازالۃ الاوہام میں فرماتے ہیں:۔

الزامی جوابات اور علماء اسلام

۱۔ "زہے پاکیزگی فرزندانِ یعقوب علیہ السلام کہ فرزند کلاں بکنیز کِ پدر ہمبستر شدند و فرزند دوم زوجہ پسر را در آغوش کرد گو دو ثمی وقت زنا کہ بقصد بود نہ دانست کہ زوجہ پسر منست وقبل از اطلاع ایں معنی کہ او حاملہ از منست حکم سوختن آں فرمودند و بعد اطلاع ایں معنی اقرار نیکو کاری بودنش فرمودند یعقوب علیہ السلام سزا راچہ ذکر ملامت وزجرہم بہ صاحبزادہ والاتبار و آں زن نیکو کار نہ کردند و در اولاد ہمیں فارض کہ از شکم تامار نیکو شعار برآمد داؤدؑ و سلیمانؑ و مسیح علیہ السلام اند۔" (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۵)

۲۔ "جناب مسیح اقرار مے فرمائند کہ یحیٰ نہ نان مے خورند نہ شراب مے آشامیدند و آنجناب (حضرت مسیح) شراب ہم می نوشیدند۔ و یحیٰ در بیابان می ماندند و ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں ہمراہ می گشتند و مال خود مے خورانیدند و زنانِ فاحشہ پائے ہا آنجنابؑ رامی بوسیدند و آنجناب مرتا و مریم را دوست می داشتند و خود شراب برائے نوشیدنِ دیگر کساں عطا می فرمودند۔" (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۷)

۳۔ "ازیں صاف ظاہر شد کہ مسیح را قدرت اظہار معجزہ نبود" (ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۹)

۴۔ "وقتیکہ یہودا فرزند سعادت مند شان از زوجہ پسر خود زنا کرد و حاملہ گشت و فارض را کہ از آباؤ اجداد داؤد و سلیمان و عیسےٰ علیہم السلام بود زائیدہ۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۰۵)

اسی طرح مولانا سید آل حسن صاحب مرحوم مناظر اسلام اپنی مشہور کتاب استفسار میں لکھتے ہیں:۔

۱۔ "شجاعت حضرت عیسےٰ کی صحبت سے حواریوں کو نہیں حاصل ہوئی تھی۔ پس تربیت حضرت عیسےٰ کی از روئے حکمت کے بہت ہی ناقص ٹھہری۔"

(استفسار صفحہ ۱۰۷)

۲۔ "از انجملہ کلینۃً یہ بات ہے کہ اکثر پیشگوئیاں انبیائے بنی اسرائیل اور حواریوں کی ایسی ہیں جیسے خواب اور مجذوبوں کی بڑ۔ پس اگر انہیں باتوں کا نام پیشگوئی ہے۔ تو ہر ایک آدمی کے خواب اور ہر دیوانہ کی بات کو ہم پیشگوئی ٹھہرا سکتے ہیں۔" (استفسار صفحہ ۱۳۳)

۳۔ "اور سب عقلاء جانتے ہیں کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہیں معجزات سے خصوصاً معجزات موسویہ و عیسویہ سے۔" (استفسار صفحہ ۳۳۶)

۴۔ "اشعیاہ اور ارمیاہ اور عیسٰے کی سی غیب گوئیاں قواعد نجوم اور رمل سے بخوبی نکل سکتی ہیں۔ بلکہ اس سے بہتر۔" صفحہ ۳۳۶

۵۔ حضرت عیسٰے کا معجزہ احیاء میت کے بعضے بھان متی کرتے پھرتے ہیں کہ ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا بعد اس کے سب کے سامنے دھڑ سے ملا کر کہا اُٹھ کھڑا ہو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔" (استفسار صفحہ ۳۳۶)

۶۔ انجیل اول کے باب یازدہم کے ورس نوزدہم میں لکھا ہے۔ کہ بڑے کھاؤ اور بڑے شرابی تھے۔" (استفسار ۳۵۳)

۷۔ اشعیاہ اور عیسٰے علیہما السلام کی بعض بلکہ اکثر پیشگوئیاں ہیں جو صرف بطور معمہ اور خواب کے ہیں جس پر چاہو منطبق کر لو۔ یا باعتبار ظاہری معنوں کے جھوٹ ہیں۔" (استفسار صفحہ ۳۶۶)

معزز ناظرین! ملاحظہ فرمائیں کہ بدزبان عیسائیوں کے مقابل پر پہلے بزرگانِ امت نے بھی اپنے اپنے زمانہ میں وہی طریق اختیار کیا ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وقت میں کیا ہے۔ یعنی الزامی جوابات دیتے ہوئے جس طرح گذشتہ علمائے اسلام نے عیسائیوں کو انہیں کے مسلمات کی رُو سے پکڑا ہے اسی طرح حضرت اقدس مرزا صاحبؑ نے گندہ دہن پادریوں

کو الزامی جواب دیئے ہیں۔ اور یہ معلوم ہے کہ الزامی جواب میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ کہنے والے کا اپنا عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ فریق مخالف کے عقیدہ کو مدنظر رکھکر اس کے مطابق کلام کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ جات کے علاوہ اور بھی بہت سے اقتباس متکلمین اسلام کی کتب سے پیش کئے جا سکتے ہیں جن میں عیسائیوں کے ساتھ مناظرات کے سلسلہ میں الزامی جوابات اسی رنگ میں دیئے گئے ہیں جس کا کسی قدر نمونہ مہاجر مکی مولانا رحمت اللہ صاحب اور مولانا آل حسن صاحب مرحوم کی عبارات مندرجہ سے ظاہر ہے۔ مشکل یہ ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب پر توہین حضرت مسیح علیہ السلام کا بہتان جو لوگ باندھ رہے ہیں ان کو خود کبھی عیسائیوں کے مقابل پر آنے کا موقعہ نہیں ملا۔ ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ بدزبان پادری جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ و مطہرہ پر ایسے ناپاک حملے کرتے ہیں جنہیں سُنکر ایک دردمند مسلمان کا دل چھلنی ہو جاتا ہے تو مجبوراً انہیں خاموش کرنے کے لئے ان کی مسلّمہ کتب سے یسوع مسیح کے کسی قدر حالات بیان کرنے پڑتے ہیں۔

بالآخر ہم مناظر اسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی مرحوم بانی مدرسۃ العلوم دیوبند کی تصنیف ہدیۃ الشیعہ صفحہ ۲۸۵ میں سے ایک اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جس سے معاملہ بالکل صاف ہو جاتا اور حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کی ذات سے توہین حضرت مسیح علیہ السلام کا الزام بالکل دور ہو جاتا ہے مولانا موصوف فرماتے ہیں:۔

"مفرط فی المحبت (کسی سے محبت کرنے میں حد سے بڑھنے والا) اس کا محب نہیں جس کی محبت کا وہ مدعی ہوتا ہے بلکہ اپنی خیالی تصویر کا محب ہوتا ہے۔ نصاریٰ جو دعویٰ محبت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کرتے ہیں تو حقیقت میں ان سے محبت

نہیں کرتے۔ کیونکہ دارومدار ان کی محبت کا خدا کے بیٹا ہونے پر ہے سو یہ بات حضرت عیسٰے میں تو معدوم البتہ ان کے خیال میں تھی۔ سو وہ اپنی تصویر خیالی کو پوجتے ہیں اور اسی سے محبت رکھتے ہیں۔ حضرت عیسٰے کو خداوند کریم نے ان کی واسطہ داری سے برطرف رکھا ہے"۔

بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ عیسائی حضرت مسیحؑ کی محبت میں افراط کرنے والے ہیں۔ اس لئے وہ حضرت مسیحؑ سے محبت نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی خیالی تصویر سے محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت مسیحؑ کی ذات میں ایسی باتیں مانتے ہیں جو درحقیقت ان میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ گویا ایک اعتبار سے عیسائیوں کی قوتِ متخیلہ نے ایسا مسیح بنا لیا۔ جو اصل مسیح علیہ السلام سے بالکل جداگانہ ہے۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب نے چونکہ اپنی تصانیف میں عیسائیوں کے مقابل پر اس مسیح کا ذکر فرمایا ہے جسے وہ مانتے ہیں۔ اور وہ جیسا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے بھی تصریح فرمائی ہے اپنی خیالی تصویر کو مانتے ہیں۔ لہذا حضرت اقدس مرزا صاحبؑ نے جو کچھ لکھا ہے وہ عیسائیوں کی خیالی تصویر کے متعلق ہے نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت وھو المدعیٰ۔

وَاٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

برائے لائبریری مسجد مبارک
قریشی عبد القادر اعوان
حلقہ مسجد فضل قادیان
17.3.46

پبلشر۔ حافظ تسلیم احمد خاں اٹاوی۔ قا